سیرت شیخ بو علی سینا کے بعض پہلو

"القانون فی الطب" کی روشنی میں

مولانا حکیم محمد زماں حسینی صاحب (کلکتہ)

(۳)

(الف) زمانۂ تصنیف کے اعتبار سے تتمہ کا درجہ مقدم ہے اس لیے بھی اس بارے میں پہلے اس کی عبارت نقل کرتا ہوں "واذا تحیر فی مسئلۃ وما ظفر فیہا بالحد الاوسط تردد الی الجامع وصلی وابتہل الی اللہ تعالیٰ حتیٰ فتح اللہ لہ المغلق منہ و کان یعود کل لیلۃ الی دارہ ویضع السراج ویشتغل بالقراءۃ والکتابۃ فاذا غلبہ النوم او وانذریہ ضعف مزاج شرب قدحاً من النبیذ" (وکان الحکماء المتقدمون مثل افلاطن وغیرہ زھادا وابو علی غیر سنتہم و شعارھم وکان مشغوفا بشرب الخمر واستغراغ القوی الشھوانیہ ثم اقتدیٰ بہ فی الفسق والانہماک من کان لجدہ) - (ص۳۲ تتمہ صوان الحکمہ مطبوعہ لاہور) - یعنی شیخ جب کسی مسئلہ میں الجھتا اور فہم مراد سے عاجز ہو جاتا تب بار بار مسجد جامع میں جاکر نماز پڑھتا اور بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاتا یہاں تک کہ مشکل حل ہو جاتی تھی اور رات کو گھر لوٹتا تو چراغ

روشن کے روبرو بیٹھ کر پڑھنے لکھنے میں یکسر مہنمک ہوجاتا اور جب نیند کا غلبہ محسوس ہوتا..... یا طبیعت میں محنت کی زیادتی کی بنا پر کمزوری کا احساس ہوتا تب غلبۂ نوم کو ختم کرنے یا کمزوری کو دفع کرنے کے لیے "نبیذ" کا ایک پیالہ پی لیتا تھا، حکمار متقدمین، افلاطون وغیرہ زہاد تھے ابوعلی نے ان بزرگوں کی روش میں تبدیلی کی اور شب و روز مئے نوشی اور مباشرت میں ڈوبا رہتا تھا اس کے بعد والوں نے اس کی تابعداری میں یہی شغلہ اپنالیا۔

(ب) صاحب تتمہ نے دوسرے مقام پر تحریر فرمایا ہے" وقد صنف المجلد الاول من القانون فکان یجتمع کل لیلۃ فی دارہ طلبۃ العلم وابو عبید یقرء من کتاب الشفاء نوبۃ، ویقرء المعصومی من القانون نوبۃ وابن زیلۃ یقرء من الاشارات نوبۃ وبھمن یار یقرء من الحاصل والمحصول نوبۃ فاذا فرغوا حضر المغنیین واشتغلوا بالشرب وکان التدریس باللیل لعدم الفراغ بالنہار (صفہ ۴۹ تتمہ صوان الحکمۃ مطبوعہ لاہور) ــــ یعنی شیخ القانون کی جلد اول مکمل تصنیف کرچکا تھا، رات کو شیخ کے دولت کدے پر طلبار کا ہجوم جمع ہوجاتا اور باری باری کتابوں کا درس شروع ہوجاتا تھا۔ چنانچہ پہلے ابوعبیدہ "شفار" کا سبق لیتا اس کے بعد معصومی "القانون" پڑھتا پھر ابن زیلہ "اشارات" کا درس لیتا اخیر میں بہمن یار شیخ کی تصنیف "الحاصل والمحصول" کا سبق پڑھتا۔ ان دماغی کاوشوں سے فراغت کے بعد گانے والے بلائے جاتے اور لوگ پینے میں مشغول ہوجاتے۔ یہ پُر تعب درس شبینہ اس لیے ہوتا تھا کہ دن کو اس کام کے لیے شیخ کو فرصت میسر نہیں تھی اور طلبار میں درس کا وفور شوق اسقدر تھا کہ شیخ ان عاشقان علم کے لیے مجبوراً رات کا وقت نکالتا تھا۔

(ت) اخبار الحکمار۔ جمال الدین قفطی کی عبارت بھی اس سلسلہ کی نقل کرتا ہوں:

" وکنت ارجع باللیل الی داری واضع السراج بین یدی واشتغل بالقراۃ والکتابۃ فمھما غلبنی النوم اوشعرت بضعف عدلت الی شرب قدح

من الشراب ریثما تعود الی قوتی ثم ارجع الی القرأۃ " (اخبار الحکماء صفحہ ۴۱۵ قفطی)
رات کو میں اپنے گھر لوٹتا سامنے چراغ رکھتا اور پڑھنے لکھنے میں لگ جاتا۔ جب جب مجھ پر نیند غالب آتی یا میں کمزوری محسوس کرتا تب ایک پیالہ شراب ... کی جانب میں متوجہ ہوتا یہاں تک کہ طاقت لوٹ آتی اور میں دوبارہ پڑھنے میں لگ جاتا۔

(ث) تتمہ کی طرح اخبار الحکماء میں بھی دوسری جگہ اس کا ذکر ہے وہ یوں ہے
" وکان یجتمع کل لیلۃ فی دارہ طلبۃ العلم وکنت اقرء من الشفاء نوبۃ وکان یقرء غیری من القانون نوبۃ فاذا فرغنا حضر المغنون علی اختلاف طبقاتھم وعبیٔ مجلس الشراب بآلاتہ وکنا نشتغل بہ وکان التدریس باللیل لعدم الفراغ بالنہار " (تاریخ الحکماء۔ قفطی ص ۴۲۱)
اور ہر رات طلبہ خدمت شیخ میں اس کے گھر پر جمع ہوتے اور میں " شفا " پڑھتا۔ میرے بعد دوسرے لوگ " قانون " اپنی باری پر پڑھتے۔ فارغ ہونے کے بعد گانے والے پیش کئے جاتے جو مختلف درجے کے ہوتے تھے اور مجلس شراب اپنے لوازمات کے ساتھ جم جاتی اور ہم لوگ اس میں مشغول ہو جاتے تھے اور رات کو یہ مشغلہ درس اس بنا پر تھا کہ دن کے وقت شیخ کو فرصت نہیں تھی۔

(ج) تیسری کتاب " عیون الانباء فی طبقات الاطباء " ابن ابی اصیبعۃ کی عبارت اس سلسلہ کی درج ذیل ہے :
" وکلما کنت اتحیر فی مسئلۃ ولم اکن اظفر بالحد الاوسط فی قیاس ترددت الی الجامع وصلیت وابتہلت الی مبدع الکل حتی فتح لی المغلق وتیسر المتعسر وکنت ارجع باللیل الی داری واضع السراج بین یدی واشتغل بالقرأۃ والکتابۃ فمہما غلبنی النوم اوشعرت بضعف عدلت الی شرب قدح من الشراب ریثما تعود الی قوتی ثم ارجع الی القرأۃ ومہما

اخذنی ادنیٰ نوم احلم بتلک المسائل باعیانہا حتیٰ ان کثیرا من المسائل اتفضح لی وجوھھا فی المنام (عیون الانباء جلد دوم ص۳) جب کبھی کسی پیچیدہ مسئلۂ علمی میں ایسا الجھتا کہ قیاس منطقی اس بارے میں بے کار دکھائی دیتا تب میں مسجد جامع میں باربار جاکر نمازیں پڑھ پڑھ کر گڑگڑاکر خالق عالم سے اسقدر التجائیں کرتا کہ یہ علمی عقدہ کھل جاتا اور مشکل آسان ہوجاتی، جب رات کو گھر واپس لوٹ کر جاتا تو چراغ روشن سامنے رکھ کر نوشت وخواند میں منہمک ہوجاتا، جب بھی نیند کا غلبہ محسوس کرتا یا کمزوری تو شراب کا ایک پیالہ پیتا۔ جب میری قوت بحال ہوجاتی تب پھر بدستور لکھنے پڑھنے میں مصروف ہوجاتا بسا اوقات مجھے ہلکی سی نیند آجاتی تو خوابوں میں یہ مسائل سامنے آجاتے اور اکثر مسائل حالتِ رویا میں حل ہوجاتے۔

(ج) دوسرے مقام پر ہے "وکان قد صنف الکتاب من القانون وکان یجتمع کل لیلۃ فی دارہ طلبۃ العلم وکنت اقرء من الشفا وکان یقرء غیری من القانون نوبۃ" فاذا فرغنا حضر المغنون علی اختلاف طبقاتھم وھئ مجلس الشراب بالآتہ وکنا نشتغل بہ وکان التدریس باللیل لعدم الفراغ بالنہار خدمتہ للامیر (عیون الانباء جلد دوم ص۶) — یعنی شیخ القانون جلد اوّل مکمل لکھ چکا تھا، ہر شب میں طالبانِ علم شیخ کے گھر جمع ہوکر اس سے درس لیتے تھے چنانچہ میں شفا پڑھتا تھا دوسرے لوگ باری باری القانون کا درس لیتے تھے۔ اس سے فراغت کے بعد مختلف درجے کے گوئیے بلائے جاتے اور مجلس شراب اپنے پورے لوازمات کے ساتھ برپا کی جاتی اور ہم سب اس میں شریک ہوجاتے، یہ مجالس شب میں اس لیے منعقد ہوتی تھیں کہ شیخ کو دن کے وقت بالکل فرصت نہیں تھی۔ امیر کی جانب سے خدمات مفوضہ میں لگا رہتا تھا۔

(خ) تیسرے مقام پر بھی "عیون" میں ایک عبارت قابل غور ہے — ابوعبیدہ کا بیان ہے

کہ شیخ نے جرجان میں منطق کا ایک رسالہ بنام "المختصر الاوسط" تصنیف کیا اس رسالہ کے متعلقات پر علامہ شیراز کو کچھ شکوک تھے ان لوگوں نے اپنے شبہات کے ازالہ کے لیے شیخ کو ایک خط بواسطہ ابوالقاسم کرمانی لکھ کر متوجہ کیا اور فوری جواب کی خواہش ظاہر کی گئی، مجموعہ اعتراضات کا یہ ورقہ شیخ کو شام کے وقت اس گھڑی ملا جب شیخ کی مجلس احباب جمی ہوئی تھی اور لوگ مصروف گفتگو تھے۔ اسی حالت میں اس کاغذ کو شیخ نے اپنے روبرو رکھ کر دیکھنا شروع کیا اور مجھے تحریر جواب کے لیے کاغذ مہیا کرنے کا حکم دیا چنانچہ میں نے سو ورقوں پر مشتمل ۵ اجزاء پیش کر دیئے۔ پھر آگے کہتا ہے" وصلینا العشاء وقدم الشمع فامر باحضار الشراب واجلسنی واخاہ وامرنا بتناول الشراب وابتدء ھو بجواب تلک المسائل وکان یکتب ویشرب الی نصف اللیل حتی غلبنی واخاہ النوم فامرنا بالانصراف فعند الصباح قرع الباب فاذا رسول الشیخ یستحضرنی فحضرتہ وھو علی المصلیٰ وبین یدیہ الاجزاء الخمسۃ فقال خذھا وصر بھا الی الشیخ ابی القاسم الکرمانی" (عیون الانباء جلد دوم صہ۔) ہم لوگوں نے نماز عشاء ساتھ پڑھی اس کے بعد شمع سامنے رکھی گئی، شیخ کے حکم سے شراب حاضر کی گئی، شیخ نے مجھے اور اپنے بھائی کو (محمود کو شراب نوشی کا حکم دیا اور خود ان مسائل کا جواب لکھنے لگا..... لکھتا تھا اور پیتا تھا، جب رات آدھی ہو گئی اور مجھ پر اور اس کے بھائی محمود پر نیند غالب آنے لگی تب شیخ کے حکم سے ہم دونوں اپنی قیام گاہ پر آ کر سو گئے۔ اچانک صبح دم کسی نے کواڑ کھٹکھٹائے دیکھا تو شیخ کا فرستادہ مجھے بلانے آیا ہے چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ شیخ مصلیٰ پر ہے اور اس کے روبرو وہ کاغذات رکھے ہوتے ہیں جن پر شیخ نے جواب تحریر فرمایا تھا، اور ہدایت کی کہ شیخ ابوالقاسم کرمانی کو یہ تحریر دیدو انھیں اسکی جلدی تھی۔

تنبیہ:۔ علامہ جمال الدین قفطی نے بھی اس واقعہ کو بعینہ انہیں لفظوں میں اپنے یہاں نقل کیا ہے جو عیون الانباء میں منقول ہے اور صاحب تتمہ نے بھی اس واقعے کو

نقل کیا ہے مگر "احضار شراب" کے سلسلے کے جملے اس میں موجود نہیں ہیں۔

(د) صاحب نزہتہ الارواح شہرزوری کی ان مواقع کی عبارتیں چونکہ پوری کی پوری تتمہ سے منقول ہیں اس لیے مناسب ہے کہ تتمہ کی عبارتوں پر نکرر نظر ڈالی جائے۔

(ذ) وفیات الاعیان میں قاضی ابن خلکان نے اس سلسلہ میں صرف درج ذیل جملے نقل فرمائے ہیں: "وفی مدة اشتغاله لم ينم ليلة واحدة بكمالها ولا اشتغل فی النهار بسوی المطالعة وكان اذا اشكلت عليه مسألة توضأ وقصد الجامع وصلى ودعا الله عزوجل ان يسهلها عليه ويفتح مغلقها له" (وفیات الاعیان جلد اوّل ص۲۲۲)۔ قاضی صاحب نے اس مقام پر اگلی عبارت جو "اذا تحير ... الی ... قدحًا من النبيذ" حسب روایت تتمہ یا "... قدح من الشراب" حسب روایت صاحب عیون ہے اس کو حذف کر دیا ہے۔ اسی طرح صاحب تتمہ کی یہ عبارت "وقد صنف المجلد الاول .... الی .... لعدم الفراغ بالنهار ...." بھی ابن خلکان کے ہاں محذوف ہے۔

تیسری وہ عبارت جو شیخ کے رسالہ "المختصر الاوسط" کے ضمن میں صاحب اخبار الحکماء اور صاحب عیون الانباء کے ہاں موجود ہے .... وصلينا العشاء ... الی .... وهی بها الی الشیخ الکرمانی" بھی قاضی ابن خلکان کے ہاں نہیں ہے۔ ان پانچوں کتابوں کی صراحتوں اور مؤلفین کے بیانوں سے اب بہ آسانی یہ بات معلوم ہوگئی کہ شیخ نہایت ہی لگن اور انہماک سے صرف علمی مسائل کے مطالعہ اور اس کی پیچیدہ گتھیوں کے سلجھانے کی فکر میں ہمہ وقت لگا رہتا تھا۔ اس محبوب مشغلہ کے لیے اس نے اپنے اوپر راتوں کی نیند حرام کر لی تھی اور دن کا چین قربان کر دیا تھا۔ پھر تعب کثرت کار کی وجہ سے شیخ جب تھک کر چور ہو جاتا تھا یا اس کو نیند کا غلبہ ستانے لگتا تھا تب اس کو ایسی چیزوں کی طلب ہوتی تھی جو اس کی تھکن اور کمزوری دور اور اس کی نیند کو کافور کر دے تاکہ تازہ دم ہو کر مزید علمی

اشتغال جاری رکھ سکے، شیخ اپنے اندر توانائی کا طالب ہے اور کم خوابی کا خواہش مند مگر محض عروس علوم وحکمت کے روئے تاباں سے نقاب کشائی کے لیے نفسانی عیش و نشاط کے لیے نہیں، جس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب جب عروس علوم وحکمت کے حجلہ تک رسائی ناممکن ہوتی تب تب شیخ اپنی پاک باطنی کی بنا پر مسجد جامع کے فرشوں کی خاک پاک پر اپنی پیشانیٔ نیاز کو بارگاہ قدس میں سجدہ ریز کر کے نہایت ہی تضرع وابتہال سے التجائیں کرتا ہے اور جب فیضان الٰہی سے اس کا قلب منور ہو جاتا ہے تب گھر لوٹتا ہے اور شمع روشن کے روبرو بیٹھ کر نہایت ہی انہماک سے ان معارف حکمت کو قلمبند کرنا شروع کر دیتا ہے جو حاصل سجدہ و دعا ہیں تاآنکہ نیند کا غلبہ طاری ہونے لگتا ہے یا غیر معمولی ضعف وکمزوری کا خوف محسوس ہوتا ہے یا اس فیضان الٰہی کو تشنگان علوم ومعرفت کی طرف منتقل کرنے اور درس وتعلیم کے انہماک نے کمزور یا بے کیف کر دیا ہے تب اس میں کسی ایسی چیز کا داعیہ پیدا ہوتا ہے جو از سر نو تازہ دم کرنے میں مددگار ہو۔ چنانچہ ان کتابوں کی منقولہ عبارتوں اور مؤلفین کے اتفاق رائے نے اس سبب کے تعین پر مہر تصدیق لگا دی ہے جس کی بنا پر شیخ کسی ایسے مشروب کی طرف متوجہ ہوتا تھا جس سے اس کی یہ ضرورت پوری ہو جاتی تھی۔

اس وضاحت سے ۱ کا جواب سامنے آگیا یعنی اس داعیہ اور سبب کا تعین جو شیخ کو کسی مشروب کی طرف متوجہ کرتا تھا۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ سبب ایک پاک اور قابل رشک ضرورت ہے ـــــ اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ پاک ضرورت شیخ جس مشروب سے پوری کرتا ہے وہ کیا ہے؟

صاحب تتمہ کے ہاں اس مشروب کے لیے لفظ "نبیذ" منقول ہے اور دیگر بعد کے مصنفین نے اس کے لیے لفظ "شراب" نقل کیا ہے۔ بس انہیں دو لفظوں کا سراغ ملتا ہے۔ منقولہ متون میں سے کسی میں بھی لفظ "خمر" کی صراحت منقول نہیں ہے اس بنا پر

شیخ کو "کان خماراً" کہنے کے لیے (جیسا کہ صاحب تتمہ نے کہا ہے) کوئی دلیل صریح موجود نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کی جا سکتی ہے کہ لفظ "نبیذ" یا لفظ "شراب" کے معنی میں وسعت دیکر خمر یا مسکر مشروب مراد لے کر شیخ کو متہم کیا جائے اس لیے ضروری ہے کہ اس کا تحقیقی جائزہ لیا جائے کہ محض امکان لغوی کی بنا پر شیخ کو اس کا مصداق قرار دینا کہاں تک قرین عقل وفہم ہے۔ اس عقدہ کے حل وجائزہ کے لیے لفظ "نبیذ" کے بارے میں ارباب لغت کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

۱۔ نبیذ۔ شرابی کہ از خرما وجو وغیرہ سازند۔ (غیاث اللغات صـ۸۰۵)

۲۔ النبیذ۔ الخمر المعتصر من العنب او التمر۔ الشراب عموماً۔ (المنجد صـ۸۴۹ طبع خامس)

۳۔ النبیذ۔ الملقیٰ وما نبذ من عصر ونحوہ (القاموس المحیط جلد اول صـ۳۵۹)

۴۔ النبیذ۔ ما یعمل من الاشربۃ من التمر والذبیب والعسل والحنطۃ والشعیر نبذت التمر والعنب اذا ترکت علیہ الماء لیصیر نبیذاً وانبذتہ اتخذتہ نبیذاً، سواء' کان مسکراً اولا ویقال الخمر المعتصر من العنب نبیذاً کما یقال للنبیذ خمراً ـــ (مجمع البحار جلد رابع صـ۶۴۸)

۵۔ النبیذ۔ ھو ان تلقیٰ فی الماء تمیراتٌ ویبقیٰ رقیقاً یسیل علی الاعضاء ویصیر حلواً غیر مسکرٍ ولا یکون مطبوخاً (معارف السنن جلد اول صـ۳۰۹)

"شراب" کے بارے میں ارباب لغت کی صراحتیں:

۱۔ شراب ہر شئے رقیق کہ نوشیدہ شود مگر اکثر مستعمل بمعنی مے وخمر است ودر اصطلاح اطباء بمعنی شربت دوا .... چنانکہ شربت بنفشہ بمعنی شربت بنفشہ (غیاث اللغات صـ۴۳۸)

۲۔ الشراب ۔ کل مایشرب ج اشربۃ (المنجد ص۳۹۲) المشروب :۔ کل ما شرب (المنجد ص۳۹۲)۔

۳۔ شراب ۔ آشامیدنی وخوردنی از مائعات۔ (صراح ص۳۶)

۴۔ الشراب: لغۃ کل مائع یشرب (درمختار برحاشیہ ردالمختار جلد خامس ص۳۸۸)

خلاصہ :

ان لغوی صراحتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انگور کا نچوڑا رس، اور وہ پانی جس میں کھجور، جو، یا خرما، یا گیہوں، کشمش بھگونے کے بعد اس کی مٹھاس آگئی ہو یا وہ پانی جس میں شہد ملا دیا گیا ہو یہ سب "نبیذ" کہلائے گا۔ خواہ اس میں نشہ کی کیفیت پیدا ہوگئی ہو یا نہ پیدا ہوئی ہو اور لفظ شراب کا مفہوم بھی یہی ہے۔

اس لغوی بیان نے یہ واضح کر دیا کہ نبیذ یا شراب کے لیے مُسکر (نشہ آور) ہونا لازم نہیں ہے۔ بلکہ از روئے لغت بلا اسکر و نشہ کے بھی، نبیذ اور شراب کا اطلاق بعض مشروبات پر ہو سکتا ہے۔ جو شرعاً حلال وطیب ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ آپ نے لیلۃ الجن کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "مافی اداوتک؟" تمہارے مشکیزے میں کیا ہے؟ انھوں نے جواب میں عرض کیا "نبیذ" ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ "تمرۃٌ طیبۃ وماءٌ طھورٌ"، کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے۔ پھر آپ نے اس نبیذ سے وضو فرمایا ـــ اس لیے کہ یہاں خالص پانی وضو کے لیے موجود نہیں تھا۔ (معارف السنن شرح ترمذی جلد اول ص۳۹)

محدث شہیر صاحب مشکوٰۃ نے "باب النقیع والانبذۃ" کے زیرِ عنوان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی ایک ایسی حدیث نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ شراب کا اطلاق تمام مشروباتِ نبوی پر ہوا ہے۔ جن میں نبیذ بھی داخل ہے: "عن انس قال لقد سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقدحی ھذا

الشراب کلہٗ .... العسل والنبیذ .... والماء ... واللبن (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۳۷۲ ج دوم) ـــ حضرت انسؓ کے پاس ایک پیالہ تھا اسکی تعریف میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ قدح" (پیالہ) ہے کہ میں نے اس پیالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مشروبات شہد، نبیذ، اور پانی اور دودھ پلایا ہے" ـــ اس حدیث میں لفظ شراب کا اطلاق جملہ حلال مشروبات اور نبیذ پر بھی ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ شراب بلا نشہ کے مشروب پر بھی بولا جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے "نبیذ" استعمال فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ـــ "کنا ننبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقاء یوکأ اعلاہٗ ولہٗ عزلاء"۔ (مشکوٰۃ ص۳۷۲ جلد دوم) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبیذ بنایا کرتی تھی ایک ایسی مشک میں جس کا اوپری دہانا بندھا رہتا تھا اور نیچے کی جانب ایک سوراخ بنا ہوا تھا جس سے بقدر ضرورت نبیذ نکالا جاتا تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں صبح کو جو نبیذ بناتی تھی وہ رات کو آپؐ نوش فرماتے اور جو رات کو بناتی تھی تو اس کو آپ صبح کے وقت استعمال فرماتے (موسم گرما میں یہی طریقہ تھا صبح کا بھگویا رات کو، رات کا بھگویا صبح کو ختم کر دیا جاتا تھا۔ لیکن موسم سرما میں طریقہ یہ تھا کہ اول لیل میں نبیذ بنایا جاتا، یعنی کھجوریں وغیرہ پانی میں ڈال دی جاتیں صبح کو نوش فرماتے، دو اور راتیں اور تین دن تک نوش فرماتے اس کے بعد کسی اور کو پلا کر ختم کر دیتے یا ضائع کر دیتے کیونکہ اس مدت کے بعد اس میں نشہ اور سکر کی کیفیت پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا، جس کی بنا پر نبیذ حرام ہو جاتا ہے، چنانچہ ـــ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبذ لہ اول اللیل فیشربہ اذا اصبح یومہ ذالک واللیلۃ التی تجئ والغد واللیلۃ الاخریٰ والغد الی العصر فان بقی شئ سقاہ الخادم او امر بہ فصب ۔" (رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد ثانی ص۳۷۲)

جس نبیذ یا مشروب میں سُکر (نشہ) ہو اس کی حرمت کی دلیل ارشاد نبوی ہے :
" کل مسکر حرام " ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:
" لا تشربوا مسکرا " نشہ آور مشروب مت پیؤ ــــ یہ دونوں حدیثیں مسلم شریف کی ہیں۔
ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبیذ اور وہ مشروب جس میں نشہ نہ ہو استعمال فرماتے تھے۔ آپؐ کس مقصد کے لیے استعمال فرماتے تھے، اس بارے میں دو صراحتیں نقل کرتا ہوں۔

(۱) وھذا النبیذ لہ منفعۃ عظیمۃ فی زیادۃ القوۃ وقال میرک " حلال " اتفاقا ما دام حلوا ولم ینتہ الی حد الاسکار لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم " کل مسکر حرام "۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ مشکوٰۃ جلد ثانی صـــ۳۷۷)۔
طاقت بڑھانے کے لیے یہ نبیذ نہایت مفید ہے۔ جب تک صرف شیریں ہو باتفاق حلال ہے اور سکر و نشہ کی حد میں داخل ہوتے ہی حرام ہو جاتا ہے اس لیے کہ آنحضرتؐ نے ہر نشہ آور مشروب کو حرام قرار دیا ہے۔

(۲) ہندوستان کے مشہور محدث شیخ عبدالحق دہلوی مشکوٰۃ کی شرح " اشعۃ اللمعات " میں تحریر فرماتے ہیں :
نبیذ :۔ شربتے بود صافی ولذیذ و نافع بدن نقیع خرما در ہضم طعام و نقیع زبیب در دفع فضول حرارت، و نبیذ تمر نیز ہمچنیں بود۔ و لیکن او را نگاہ دارند تا تیزی و تغیرے نیز پیدا کند اما نہ تغیر فاحش کہ بحد اسکار کشد ولہذا آنحضرت بعد از سہ روز تناول نمی کرد۔ چنانکہ بیاید، و ایں نیز نافع است بدن را در زیادت قوت و حفظ صحت و اگر بحد سکر کشد حرام است (اشعۃ اللمعات جلد خامس صـــ۵۲۸) یعنی نبیذ صاف لذیذ بدن کیلئے مفید شربت ہے اور بالخصوص خرما کا ـــ ہضم طعام میں اور کشمش کا حرارت جسمانی کے مضر اثرات کے دفع کرنے میں نفع بخش ہے اور ایک وقت مقرر تک خرما وغیرہ کو اس کی

تاثیری صلاحیت بڑھانے کے لیے بھگوتے ہیں۔ کیونکہ حد نشہ میں داخل ہونے ہی حرام ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں میں تین دنوں کے بعد اور گرمیوں میں صرف بارہ گھنٹے کے بعد استعمال نہیں کرتے تھے۔ یہ مشروب قوت بدنی بڑھانے اور حفاظت صحت کے لیے مفید اور نفع بخش ہے۔

ارباب لغت کی ان تشریحات اور احادیث نبوی کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر وہ مشروب جس میں نشہ اور سکر نہ ہو اس پر بھی لفظ شراب کا اطلاق لغۃً اور شرعاً درست ہے، اسی طرح لفظ نبیذ کے اطلاق میں بھی ایسی وسعت ہے کہ اس کے مصداق کا مسکر ہونا لازم نہیں ہے؟ ان تفصیلات کی روشنی میں میری رائے ہے کہ شیخ بوعلی سینا کے احوال میں لفظ نبیذ اور لفظ شراب سے اسی قسم کا غیر مسکر (بلانشہ) مشروب اور نبیذ مراد ہے جس کا ذکر احادیث پاک میں ہے۔ اس لیے کہ:

(۱) اس مشروب حلال ہی سے شیخ کی وہ تھکن دور ہوجاتی ہے اور وہ قوت لوٹ آتی ہے جس کی اس کو ضرورت ہے۔ اور ارتکاب حرام کی حاجت نہیں ہے۔

(۲) شیخ کا وہ سخت مذہبی اسلامی مزاج جس کا اندازہ القانون میں مذکورہ بیانات سے ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ پوری قوت سے سفارش کرتا ہے کہ شیخ کا مشروب حلال و پاک مشروب ہے خمر یا دوسرا کوئی حرام مسکر مشروب نہیں ہے۔

(۳) شیخ بوعلی ابن سینا کا وہ وصیت نامہ بھی شیخ کی مئے گساری کے خلاف اس کی طہارت سیرت و کردار پر دلیل قوی ہے جسے شیخ نے اپنے صدیق حکیم صوفی ابوسعید ابن ابوالخیر کے لیے مرتب فرمایا تھا۔ یہ طویل و قیمتی وصیت نامہ عیون الانباء[1] میں منقول ہے۔

---

[1] ابن ابی اصیبعہ نے تحریر کیا ہے: ومن کلام الشیخ الرئیس وصیۃ اوصی بہا بعض اصدقا وهو ابو سعید ابن ابی الخیر الصوفی قال: " لیکن اللہ تعالی اول فکر له و آخره ،

(باقی اگلے صفحے پر)

جو مطالعہ اور استفادہ کے لائق ہے۔

یہ صوفی ابوسعید کس درجے کے عظیم المرتبت بزرگ ہیں؟ اس کے اندازہ کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صراحت قابل ملاحظہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ .....) وباطن کل اعتبار، فظاهره، ولکن عین نفسه مکحولة بالنظر الیه، وقدمها موقوفة علی المثول بین یدیه؛ مسافراً بعقله فی الملکوت الاعلی ومافیه من آیات ربه الکبریٰ، واذا انحط الیٰ قراره، فلینزه الله تعالیٰ فی آثاره فانه باطن ظاهر تجلی لکل شیٔ بکل شیٔ۔

ففی کل شیٔ له آیة　　　　تدل علی انه واحد

(المتقارب)

فاذا صارت هذه الحال له ملکة، انطبع فیها نقش الملکوت، وتجلی له قدس اللاهوت، فالف الانس الاعلی وذاق اللذة القصوی واخذ عن نفسه من هو بها اولیٰ وفاضت علیه السکینة وحقت علیه الطمانینة وتطلع الی العالم الادنیٰ اطلاع راحم لاهله مستوهن لحیلته، مستخف لثقله، مستحسن به لعقله مستضل لطرقه وتذکر نفسه وهی بها لهجة، وببهجتها بهجة فتعجب منها، ومنهم تعجبهم منه وقد دعها وکان معها کانهٔ لیس معها، ولیعلم ان افضل الحرکات الصلوٰة و امثل السکنات الصیام، وانفع البر الصدقة وازکی السر الاحتمال، وابطل السعی المراءاة، ولن تخلص النفس عن الدرن ما التفت الی قیل وقال، ومناقشة وجدال وانفعلت بحال من الاحوال، وخیر العمل ما صدر عن خالص نیة؛ وخیر النیة ما ینفرج عن جناب علم؛ والحکمة أم الفضائل، ومعرفة الله اول الاوائل (الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه) - ثم یقبل علی هذه النفس المزنیة بکمالها اللذاتی فتمیز سها عن التلطخ بما یشینها من الهیآت الانقیادیة للنفوس الموادیة التی اذا بقیت فی النفوس المزنیة کان حالها عند الانفصال کحالها عند الاتصال، اذا جوهرها غیر مشاوب ولا مخالط وانما یدنسها هیٔة الانقیاد لتلک الصواحب؛ بل یفید ماهیٔات الاستیلاء والسیاسة والاستعلاء والریاسة وکذلک یهجر الکذب قولا وتخیلا حتی تحدث للنفس هیة صدوقة فتصدق الاحلام والرویا. واما اللذات فیستعملها علی اصلاح الطبیعة وابقاء الشخص او النوع او السیاسة. اما المشروب فانهٔ یهجر شربه تلهیا بل تشفیا وتداویا؛ ویعاشر کل فرقة بعادته ورسمه؛

(اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

تحریر فرماتے ہیں:۔

وخاتم وفاتح دیگر سلطان الطریقۃ ابوسعید ابن ابی الخیر است قدس سرہ کہ بساط احوال را درنوردیدہ مرکز دائرہ ومطمع ہم فنا در نقطہ وجود وبقا بآں ساخت (تفہیمات الٰہیہ جلد اول ص۱۳۴)

صوفیاء کرام کے یہاں فاتحیت[1] وخاتمیت مقامات ولایت میں سے ایک غیر معمولی اعلیٰ درجہ ہے جس پر خال، خال بعض ولی کی رسائی ہو پاتی ہے۔ اس مقام پر جو شخص فائز ہو جاتا ہے وہ اپنے عہد کا سلسلۂ ولایت کا فاتح یا خاتم کہلاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لحاظ سے اس امت میں فاتح اول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرار دیا ہے ان کے بعد خاتم اور فاتح ثانی سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کو ٹھہرایا ہے ان کے بعد خاتم اور فاتح ثالث حضرت صوفی ابوسعید کو قرار دیا ہے۔ اس عظیم المرتبت شخصیت کو شیخ وصیت نامہ لکھتا ہے۔ اس وصیت نامے میں شیخ نے دیگر امور کے علاوہ ان چند چیزوں کا بھی بیان کیا ہے جن سے کسی شخص کے لیے اجتناب لازم ہے ان میں سے نشہ آور مشروب کو بھی شمار کرتا ہے اور وصیت کرتا ہے کہ شراب کو بطور لہو و لعب استعمال کرنا تو دور کی بات ہے اس کو تو دواء کے طور پر یا شدت پیاس کے وقت بھی ہونٹوں کی تراوٹ کے لیے بدرجہ مجبوری بھی منہ کو لگانے سے پرہیز لازم ہے۔ تحریر کرتا ہے: "اما المشروب فانہ یہجر شربہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ مسلسل.....) ویسمح بالمقدور وا لتقدیر من المال؛ ویرکب لمساعدۃ الناس کثیرا مما ھو خلاف طبعہ ثم لا یقصر فی الاوضاع الشرعیۃ ویعظم السنن الالٰھیۃ والمواظبۃ علی التعبدات البدنیۃ ویکون دوام عمرہ اذا خلا وخلص من المعاشرین تطربۃ الدنیۃ فی النفس والفکرۃ فی الملک الاول وملکہ وکیس النفس عن عیار الناس من حیث لا یقف علیہ الناس عاھد اللہ انہ یسیر بھذہ الیسرۃ ویدین بھذہ الدیانۃ، واللہ ولی الذین اٰمنو وھو حسبنا ونعم الوکیل (عیون الانبار جلد ثانی ص۹) ـــــ ۱۲ منہ

[1] ۔ فاتحیت وخاتمیت کی بحث اور شیخ ابوسعید کی عظمت کے اندازہ کے لیے ملاحظہ ہو: ۔صراط مستقیم مصنفہ مولانا اسماعیل شہید دہلوی کی ہدایت رابعہ میں افادہ پنجم ص۳۲ اور ص۱۲ مطبع مجتبائی۔

لمهيا بل تشفيا وقد ادیا۔ (عیون الانبار جلد دوم صفا۔)

قابل تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ اس کتاب کے آغاز میں مذکور لفظ شراب سے شیخ کی مئے گساری کی کہانی گھڑلی گئی ہے اور اس وصیت نامہ کو نا قابل التفات قرار دیا گیا۔ کیا یہ حقیقت قابل توجہ نہیں ہے؟ کہ شیخ ابوسعید ولی کامل صاحب باطن کی یاری اور گاڑھی دوستی کسی فاسق معلن سے ممکن ہے؟

۴ :۔ راس الاولیاء شیخ فریدالدین عطار کی تحریری سفارش بھی شیخ کی طہارت باطنی اور حسن کردار کے حق میں، اور شیخ کی مئے گساری کے خلاف دلیل قوی ہے چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء کی تصنیف کے سلسلے میں جن اسباب کا دیباچہ میں ذکر کیا ہے انہیں میں ایک سبب یہ بھی لکھا ہے " دیگر باعث آں بود کہ دلی داشتم کہ جز۔ ایں سخن (ذکر الہی) نمی توانستم گفت ونمی توانستم شنید مگر بکرہ وضرورت ومالابد۔ لاجرم از سخن ایشاں ذطیفہ ساختم اہل روزگار را۔ تابود کہ بریں مائدہ ہم کاسہ یابیم، چنانکہ شیخ بوعلی سینا رحمتہ اللہ علیہ می گوید " مراد وآرزواست یکے آنکہ تا سخن ار سخنہائے اومی شنوم یا کسی از کساں اومی بینم، پس من مرد آتی ام نہ چیز توانم نوشت ونہ چیزے توانم خواند یا کسی یا بدم کہ سخن اومی گوید ومن می شنوم، یا من می گوئم اومی شنود واگر در بہشت گفتگوئے اونخواہد بود، بوعلی را در بہشت نباید" (تذکرۃ الاولیاء خواجہ فریدالدین عطار صفحہ ۵)۔ خواجہ عطار فرماتے ہیں کہ ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں ذکر الٰہی میں ڈوبا ہوا دل رکھتا ہوں کہ اس کو اس کے سوا اور کچھ کہنے کی یارا نہیں ہے۔ جبراً قہراً بدرجۂ مجبوری دوسری باتیں کہہ یا سُن لیتا ہوں۔ اس لیے میں نے اولیار کرام کے احوال کو ارباب زمانہ کے لیے مرتب کرنا ضروری خیال کیا تاکہ اس خوان یغما پر اپنا ہم نوالہ وہم پیالہ اور لوگوں کو پاسکوں۔ میری یہ آرزو، شیخ بوعلی ابن سینا رحمتہ اللہ علیہ کی قابل رشک خواہش کے مشابہ ہے جس کا انھوں نے اظہار کیا ہے فرماتے ہیں:

"میری دو تمنائیں ہیں (۱) پہلی آرزو یہ ہے کہ میں خداوند عز و جل کی باتوں میں سے کوئی بات سنوں یا محبوبان الٰہی میں سے کسی محبوب کی زیارت نصیب ہو جس کے روبرو میری حیثیت اسی محض کی ہوجائے کہ نوشت و خواند سے قطعی عاری ہوجاؤں۔ (۲) دوسری خواہش یہ ہے کہ یا کوئی شخص مجھے ایسا میسر آجائے کہ وہ اللہ کی باتیں میرے روبرو کرے اور میں سنوں یا میں خدائے پاک کا ذکر کروں اور وہ سنے اور اگر جنت ذکر الٰہی سے خالی ہو تو مجھے وہ جنت بھی نہیں چاہئے۔"

حضرت خواجہ عطار نے شیخ بو علی ابن سینا کا جس والہانہ انداز میں ذکر کیا ہے اور جس سیاق و سباق میں شیخ بو علی ابن سینا کی قیمتی باتیں نقل کی ہیں ان سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ :

(الف) خواجہ عطار کی نگاہوں میں شیخ بو علی ابن سینا کی حیثیت کم از کم ایسے پاک باطن مؤمن صالح کی ضرور ہے کہ خواجہ عطار اپنی خواہش باطنی کو اس شیخ کی کیفیت باطنی کے مشابہ بنانے میں خوشی محسوس فرماتے ہیں، ان کے نزدیک اگر شیخ مئے نوش اور فاسق معلن ہوتا تو خواجہ عطار کی غیور، پاک طینت طبیعت، ہرگز یہ نسبت گوارا نہیں کرتی۔

(ب) شیخ کو ذکر الٰہی سے وہ قابل رشک شغف اور محبت قلبی ہے کہ اس سے "خالی جنت" اگر ہو تو وہ اس کی نگاہوں میں بے وزن اور ناقابل التفات ہے۔

ارباب فضل فیصلہ فرمائیں کہ ایسا شخص مئے گسار ہوگا؟ اور محظور شرعی کا ارتکاب کرے گا؟ —— پس یہ بھی قرینہ قوی ہے کہ اس امر کی تائید کے لیے کہ احوال شیخ میں جس نبیذ و شراب کا ذکر ہے وہ نبیذ و شراب غیر مسکر ہے۔

(جاری)